تعلیمی عمل میں اخلاق و کردار سازی کی اہمیت: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Morality and Character Building in the Educational Process: A research overview in the light *Seerah* (peace be upon him)

ڈاکٹر محمد مشتاق کلوٹا*

مزمل غنی**

Abstract:

From an Islamic point of view, mankind has started its journey not with darkness and ignorance, but with knowledge and moral character. It is an undeniable that after the creation of Adam, the first great blessing bestowed on the first man (Adam) by the Creator of the universe was knowledge and civilization. The same history repeated when Almighty Allah choose Muhammad bin Abdullah as His last messenger (peace and blessings of Allah be upon him) and gave him the first revelation related to knowledge by saying 'Read'. Considering the unmatchable system of education and training in Islam and the educational background of Muslims, I felt the need to write on this most important issue what we are ignoring. Gradually we are also moving towards the materialistic approach of education. Such education fails to inculcate moral values in the hearts and souls of the new generation; it deals only with the demands of the mind beyond the demands of the soul. Both develop in two opposite directions, resulting in a tremendous national loss. Therefore, this paper deals with the importance and need of balanced educational system of Islam where education is linked with the moral teachings of Islam and Seerah of the Prophet (peace be upon him).

Keywords: Islam, education, knowledge, Muslim, Prophet, training, morality, characterbuilding

*ڈاکٹر محمد مشتاق کلوٹا، سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل / ڈائریکٹر انٹرنیشنل سیرۃ اسٹڈی سینٹر، شکاگو، امریکہ

internationalseerahstudycenter@isscusa.org

**مزمل غنی، ریسرچ اسکالر، فیڈرل اردو یونیورسٹی، کراچی

تعارف:

دنیا کی تمام بڑی شخصیات میں ایک روشن نام رحمتہ للعالمین[1] صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جن کی بعثت سے قبل انسانی اقدار نایاب ہو چکی تھیں کہ ان کا سراغ لگانا مشکل تھا۔ کسی بھی علاقے اور خطے میں ڈھونڈے سے بھی اللہ کا کوئی ایسا بندہ نہیں ملتا تھا جو علم دین اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو۔ انبیاء کا لایا ہوا دین اور پھیلایا ہوا نور سمٹتے سمٹتے ایک نقطہ بن گیا تھا۔ کفر و شکر اور بے عملی کی ظلمتوں میں علم و یقین کا یہ نور اس طرح کہیں کہیں چمکتا تھا جیسے برسات کی اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں۔ الہامی تعلیمات اتنی کمیاب ہو چکی تھیں کہ لوگ ننگے ہو کر ناچتے، عورتوں کو برہنہ نچاتے، شراب بناتے اور پیتے، جوئے میں عورتوں کو ہار دیتے۔ بحیثیت مجموعی ایک ایسی حالت تھی کہ دنیا گناہوں کی تاریکی میں روپوش ہو چکی تھی۔ وہ قومیں جو اپنے اپنے آپ کو روشنی کا مینار تصور کرتیں اور ہدایت کی شمعیں روشن کرنے کی مدعی تھیں وہ کفر و شکر اور گناہوں کی تاریکیوں کا ایک جز بن کر رہ گئی تھیں[2]۔ ایسے میں جہاں ہر طرف بتوں کی فرمانروائی تھی، پجاریوں کی سیادت اور افسری تھی، پورا ماحول اخلاقی رذائل، روحانی کثافت، شر و فساد اور جاہلیت کی غلاظتوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایسے پُر آشوب بلاخیز اور تاریک ماحول گھٹاٹوپ اندھیرے اور عالمگیر ظلمت میں اللہ کا آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاران کی چوٹیوں سے چمکا اور دنیا کے ہر حصّہ کو تعلیم و تربیت کی نورانی شعاعوں سے منور کرنے لگا۔

اس جہان فانی میں بہت کم ایسی جامع الصفات شخصیات ملتی ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ کھلی ہوئی روشن کتاب کی مانند ہوتا ہے ایسے جامع الکمالات بہت کم ملتے ہیں۔ جن کی خوبیوں اور کرامات کا اتنا چرچا ہوتا ہے کہ دنیا انہیں مرشد و رہنما تسلیم کرتی ہے۔ ایسے جامع المحاسن کم نظر آتے ہیں جن کے خُلق سے خَلق کو تسخیر کیا ہو اور جن کی خِلقت خَلقت کے لیے موجب رحمت ہو[3]۔

تعلیم:

تعلیم کا مادہ علم ہے، انگلش میں اس کے لیے (Education) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو کہ فی الحقیقت لاطینی زبان (Educere) سے مأخوذ ہے۔ جس کے معنی تربیت کرنا نشو و نما کرنا ہے[4]۔

علم عربی زبان کا ایک معروف لفظ ہے جو اس زبان میں بالعموم دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی شے کو اچھی طرح سے سمجھ لینا، اس کی حقیقت کو جان لینا، اس معنی میں یہ لفظ خود قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے[5]۔ مثلاً اچھی طرح جان لو کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے[6]۔

امام راغب اصفہانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

العلم ادراك الشي بحقيقته و ذلك ضربان : احدهما ادراك ذات الشيئ والثاني الحكم على الشيئ بوجود شيئ[7]۔

یعنی علم کسی شئے کی حقیقت کے ادراک کا نام ہے اور یہ دو طرح ہے ایک ذات شئے کا ادراک اور دوسرے کسی شئے پر ایسی کسی شے کی موجودگی۔

لغت میں تعلیم کا مادہ علم (ع۔ل۔م) ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا ادراک کرنا، اسی سے باب تفعیل میں " تعلیم" آتا ہے جس کے معنی بار بار اور کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں حتیٰ کہ طالب علم کے ذہن میں اس کا اثر پیدا ہو جائے[8]۔

علم ایک ایسا ذہنی تصور ہے جو عالم خارج میں موجود کسی نہ کسی حقیقت کو جان لینے سے عبارت ہے۔ اس لحاظ سے مطلقاً علم کے چار ارکان قرار پاتے ہیں ۔ ۱۔ناظر Observer۔ ۲۔منظور Objectیعنی جسے دیکھا جارہا ہو۔ ۳۔استعداد نظر Observing Capabilityیعنی ناظر میں جاننے کی صلاحیت و استعداد ہو۔ ۴۔منظوریت Objectivityیعنی وہ حقیقت جسے جاننے کی کوشش کی جارہی ہو[9]۔

علم کے ایک اور معنی معلومات اور مدرکات یعنی جاننے اور پہچاننے کے ہیں۔ یہ باب سمع سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ رجل عالم و علیم اس کی جمع علوم اور عالم کی جمع علماء و علام آتی ہے[10]۔

لفظ علم کی نسبت جب انسان کی طرف کی جائے اور یوں کہا جائے علم الرجل تو معنی ہوں گے حصلت له حقيقته العلم یعنی اسے علم کی حقیقت حاصل ہو گئی اور اگر کسی شے یا امر کی طرف مسنوب ہو اور یوں کہا جائے تو علم الشئی یا علم الامر تو اس کے معنی ہوں گے کہ اسے اس چیز کی معرفت اور کامل یقین حاصل ہو گیا[11]۔

علم اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم، عالم اور علام ہے[12]۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات قرآن حکیم میں بھی بیان ہوئی ہیں هو الخلاق العليم[13] عالم الغيب[14]۔

قرآن حکیم میں " علم " بیشتر مقامات پر معرفہ اور نکرہ استعمال ہوا ہے، جب کہ اس سے بننے والے الفاظ علم، یعلم، یعلمون، علم، یعلم، علیم اور علام وغیرہ تو سینکڑوں بار آئے ہیں۔ قرآن حکیم میں لفظ عقل اسم یا مصدر کے طور پر کہیں استعمال نہیں ہوا، البتہ اس کا متبادل لفظ " الالباب " استعمال ہوا ہے اور لفظ " النُّھی " بھی عقول کے معنی میں مستعمل ہے۔

لفظ " عقل " کے مشتقات کے استعمال کی بات تو یہ ۴۹ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ اسی طرح لفظ "فکر " کے مشتقات

۱۸، لفظ " فقہ " کے مشتقات ۲۱، لفظ " حکمت " کے مشتقات ۲۰ بار اور لفظ " برہان " کسی دوسرے لفظ کی طرف منسوب ہو کر یا بغیر کسی نسبت کے ۷ مقامات پر آیا ہے۔ یہ الفاظ ان الفاظ کے علاوہ ہیں جن کا استعمال علم اور فکر کی جگہ ہوا ہے جیسے " انظروا " (غور کرو) "ینظروا") (گہری نظر سے دیکھتے ہیں) وغیرہ[15]۔

تعلیم کے مقاصد:

تعلیم کی تعریف میں لفظی اور زمانی اختلاف ہے اس لیے کہ ہر زمانہ کے تقاضے و مقاصد کو پیش نظر رکھ کر نظامِ تعلیم مرتب کیا جاتا ہے، اہل ایتھنز کا تعلیمی مقصد منطقی دلائل کے ذریعہ قائل کرنا ہوتا تھا، سقراط و افلاطون کا مقصد دماغی صلاحیتوں کی نشوونما تھا اہل روم کا مقصد مہذب گفتگو پر عبور تھا، اہل اسپارٹا کا مقصد مضبوط جسم فوجی بہادری اور قومی جذبہ پیدا کرنا تھا[16]۔ اسلام نے بھی مقاصد تعلیم متعین کر دیئے ہیں تا کہ انسان با مقصد انفرادی و اجتماعی زندگی اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے گزارے[17]۔

مصری محقق عطیہ الابرشی کے نزدیک تعلیم کے مقاصد ہیں۔ ۱۔ اخلاقی تربیت اسلامی تعلیم کا جوہر اور اُس کی روح ہے۔ ۲۔ دینی و دنیاوی زندگی کے سدھار کی یکساں فکر۔ ۳۔ تعلیم کے افادی و نفع بخش پہلوؤں پر خاص زور اور ان کی خاص تاکید۔ ۴۔ سائنس کا سائنس کی غرض سے مطالعہ اور ۵۔ پیشہ ورانہ تکنیکی اور صنعتی تعلیم، حصول معاش کے لیے[18]۔

اس طرح تعلیم کی اہمیت نہ صرف دینی مقاصد کے لیے ہے دنیاوی زندگی کی بہتری کے لیے بھی ہے اور یوں بھی اسلام میں دین و دنیا کی تفریق نہیں۔ ایک مومن اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں جہاں! رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً[19] اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے۔ کہتا اور اپنے رب سے بہتر و کامیاب دنیاوی زندگی کا طالب ہوتا ہے وہاں وہ! وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً[20] اور آخرت میں (بھی) بھلائی دے۔ اور تاکید کر دی کہ

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا[21]

دین کے ساتھ دنیا میں بھی ترقی کرو۔

یوسف القرضاوی کے نزدیک اسلامی نظام تعلیم کا مقصد "صالح انسان" پیدا کرنا ہے۔ اس صالح انسان کے اوصاف سورہ العصر کی روشنی میں حسب ذیل ہوں گے۔ ۱۔ ایک صالح انسان ایک صاحب عقیدہ مومن ہوتا ہے۔ وہ شخص صالح کہلانے کا مستحق نہیں جس کا دل اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہو۔ جو اپنی خواہشات کا پجاری ہو اور جس کا عمل بے اعتدالی کا شکار ہو۔ ۲۔ یہ صالح مرد مون اپنی ذات کی اصلاح پر اکتفا نہیں کرتا۔ وہ جس دین حق پر ایمان

لاتا ہے اس کو اپنی ذات کے خول میں مقید نہیں کر دیتا بلکہ تلقین اور دعوت کے ذریعہ اس نور حق کی شعاعوں کو سارے معاشرے تک پھیلانے کی جدوجہد کرتا ہے۔یہی مفہوم وتواصوا بالحق کا ہے۔ ۳۔اس کے بعد وہ دوسرے اہل حق کو دوش بدوش دعوت حق کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات و شدائد برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی جان تک کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ وہ مصائب کی تلخیوں، راہ حق کی طوالت اور رکاوٹوں کی کثرت پر صبر وثبات کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس صبر واستقلال کی دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے اور خود بھی دوسروں کی تلقین کو قبول کرتا ہے۔وتواصوا بالصبر کا یہی مطلب ہے[22]۔

اسلام دین فطرت ہے اسلام انفرادیت اور اجتماعیت دونوں کی حمایت کرتا ہے اور دونوں کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ اسلام میں انفرادیت کو اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسلام میں جابجا بتایا گیا ہے کہ ہر فرد اپنی جزا وسزا کا خود ذمہ دار ہوتا ہے اسے اپنے عمل کے لیے اللہ تعالیٰ کے روبرو جواب دینا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ[23]

ترجمہ: قیامت کے دن کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ ایک چیز ہے جو ہر جگہ فرد کی بھلائی کے کام میں آتی ہے جس کو عمل کہتے ہیں اگر عمل صالح ہو گا تو اس دنیا اور آخرت دونوں میں نجات حاصل ہو گی ورنہ ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا حساب دے گا۔ یہ احساس فرد میں تعلیم وتربیت کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔

تعلیم کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن پاک میں جابجا علم کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور مختلف اسلوب اور پیرائے میں اس کے حصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جس قدر اہمیت اسلام نے تعلیم کی بیان کی ہے شاید ہی کسی مذہب میں بیان کی گئی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ بھی پڑھنے ہی کے متعلق تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۔(۱)خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ(۲)اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (۳)الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ(۴)عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ(۵)[24]

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھیے اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے۔ پڑھ تیرا پروردگار بڑا کریم ہے۔ وہی اللہ ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہ تھا۔

تعلیم کے حوالے سے قرآن مجید میں مزید ارشادات درج ذیل ہیں:

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا[25]

ترجمہ: اور (اللہ نے) آدم (علیہ اسلام) کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔

وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْماً وَعِلْماً[26]

ترجمہ: اور ہم نبیوں کو حکم اور علم عطا کیا۔

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ[27]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا ہے انکے جو ایمان لائے اور ان کے جن کو علم ملا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ[28]

ترجمہ: قسم قلم کی اور تحریر کی جو لکھتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ[29]

ترجمہ: اور اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اسکے کہ ان کے پاس کوئی علم نہیں۔

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[30]

ترجمہ: کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل عطا کیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم میں اضافے کے لیے تلقین کی، اور فرمایا:

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً[31]

ترجمہ: اور کہیے کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر۔

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں علم کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور حصول علم ہی سب سے مقدس فریضہ ہے۔ قرآن پاک میں سب سے زیادہ اہمیت وافادیت علم ہی کو حاصل ہے۔

تعلیم کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم پر سب سے زیادہ زور دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"[32]

علم کی اہمیت احادیث میں کس قدر آئی ہے اس کی اہمیت کا اندازہ ہم درج ذیل احادیث سے کر سکتے ہیں۔

"جو آدمی حصول علم کے راستے پر نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ اسان کر دیتا ہے، اگر کوئی کوئی گروہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو اور وہاں یہ لوگ اللہ کی کتاب کو پڑھیں اور افہام و تفہیم کی خاطر باہمی گفتگو کریں تو فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں، اللہ کی طرف سے ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، اس کی رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور اللہ ان کا تذکرہ اپنے بندوں سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔"[33]

ایک اور روایت ہے کہ: "طلب علم کے لیے جدوجہد کرنے والے پر فرشتے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ عالم کی عظمت یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اس کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی اس کے لیے دعا گو ہوتی ہیں۔ ایک اہل علم کو ایک عبادت گزار پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح چاند کو دوسرے تمام ستاروں کے مقابلے میں حاصل ہے اور علماء انبیاء کے ورثاء ہیں۔ انبیاء اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ان کا ورثہ علم ہوتا ہے۔ جو آدمی اس ورثہ سے حصّہ پالے یقیناً اس نے بہت بڑی دولت پالی۔"[34]

اپنے ایک صحابی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر تمہارا کسی کو ایک قرآنی آیت کی تعلیم دینا ایک سو نفل نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے۔"[35]

عالم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "عالم کو عبادت کرنے والے پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جیسے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔"[36]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا، ان میں سے ایک عالم تھا دوسرا عابد، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی فضیلت و برتری عابد پر ایسے ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر مجھے فضیلت حاصل ہے[37]۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ "ایک عالم کی عابد پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کی برتری دوسرے ستاروں پر ہوتی ہے۔"[38]

مزید یہ کہ ایک فقیہ (عالم) شیطان کے مقابلے میں ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے[39]۔

طلب علم کے بارے میں فرمایا: "جو علم کی طلب میں گھر سے باہر نکل گیا وہ جب تک واپس نہیں آتا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے[40]۔

"جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے کسی راستہ پر لے جاتا ہے۔"[41]

”بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے یہاں تک کہ اپنے بلوں میں چیونٹیاں اور مچھلیاں بھی لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں۔“[42]

اور یہ کہ ”علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔“[43]

یہ بھی فرمایا کہ ”حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے وہ اسے جہاں پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔“[44]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو صدقہ جاریہ سے بھی تعبیر کیا اور فرمایا کہ ” انسان جب مرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے بعد کے لوگ متمتع ہوں یا صالح فرزند جو اس کے لیے دعا کرے۔“[45]

اور فرمایا کہ ”اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے سنا پھر اسے پہنچایا جس طرح سنا۔ پس بسا اوقات جسے بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔“[46]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سنہرے فرامین کا نتیجہ تھا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرح خواندگی ۸۵ فیصد تک پہنچ گئی تھی۔ جبکہ حالت یہ تھی کہ عرب پڑھنے لکھنے کو عار سمجھتے تھے[47]۔

تعلیم وتربیت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں

مسلمانوں کی یہ خوش نصیبی ہے کہ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل زندگی ولادت باسعادت سے لے کر دنیا سے پردہ فرمانے تک ہمارے سامنے ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا معمولی سے معمولی گوشہ بھی آج پوری دنیا کے سامنے موجود ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا کوئی بھی پہلو چھپا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا ہر ہر پہلو دنیا کے سامنے ہے اور جو بھی چاہے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنی دینی ودنیاوی زندگی سنوار سکتا ہے۔

اخلاق حسنہ کی دعوت و تعلم بھی قرآن مجید کا خاص الخاص موضوع ہے، اور یہ بات صرف عقیدت مندانہ نہیں، بلکہ خالص علمی اور تحقیقی بھی ہے کہ اخلاق کے بارے میں قرآن کی تعلیم اتنی جامع، ایسی معتدل اور انسانی فطرت کے اس قدر مطابق ہے کہ اگر انسان اس پر عامل ہو جائے، اور اپنی زندگی کے اخلاق پہلو کو قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم و ہدایت کا پابند بنالے تو اس پر انسان کی صورت میں رحمت کا فرشتہ ہوگا۔ اس کا مکمل نمونہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی[48]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی اور معاشرتی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے اس طرح موجود ہے گویا کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم خود ہمارے سامنے موجود ہوں، جبکہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں کا عملی نمونہ اس طرح ہمارے سامنے موجود نہیں ہے جس طرح پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا ہر نمونہ موجود ہے۔ مُعلمِ اخلاق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایسی ہے جن کا حرف حرف دنیا کے سامنے محفوظ ہے اور سب کے لیے مشعل راہ ہے۔ لوگ تو اپنی ذاتی باتوں کو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھتے ہیں، لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک حکم یہی تھا کہ میری اندرونی باتوں کو بھی ہر ایک تک پہنچاؤ۔ گویا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن ایک ہی تھا۔

۱۔ امت کے لیے بہترین نمونہ

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے اور سب سے اعلیٰ معیار ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوری دنیا کے انسانوں کے لیے نمونہ ہے، ان جیسی زندگی کا اتنا بہترین اور مکمل نمونہ آج تک دنیا نے نہیں دیکھا۔ قران کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[49]

ترجمہ: تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

۲۔ دنیا اور آخرت کی بھلائی

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگیاں بھی اچھی گزریں اور ہم میں اچھی اور پاکیزہ عادتیں پیدا ہوں، ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی نصیب ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر مکمل طور سے عمل کرنا ہوگا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کس طرح عمل کیا؟ عبادات کیسے کی؟ دوستوں سے کیسے پیش آئے؟ دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ گھر والوں کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، بچوں کے ساتھ، یتیموں، مسکینوں، محتاجوں کے ساتھ، غلاموں، عورتوں اور غیر مسلموں کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور ان لوگوں کے ساتھ پیارے نبی کا حسن سلوک کیسے تھا؟ آج وہ سب ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے اور ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

۳۔ دونوں جہانوں کے لیے رحمت

رحمۃ للعالمین ایک اخلاقی معلم بھی تھے، وہ حسن اخلاق کا پیکر تھے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے آئینے میں اللہ تعالیٰ کی صفات جھلکتی ہیں۔ اللہ رب العزت کی صفات میں سے ایک صفت رحیم اور رحمت ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا کے حق میں رحمت بلکہ دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ
وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ [50]
ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان

اللہ تعالیٰ غلطیوں کو معاف کرنے والا اور پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خطائیں معاف فرمانے اور لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٖ [51]
ترجمہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اخلاق کے بڑے درجے پر فائز ہیں۔
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کی چالیس سالہ مبارک زندگی اور نبوت کے بعد کی تیئس سالہ زندگی میں حد درجہ اعتدال پسندی ہے۔ یہ اعتدال پسندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری زندگی کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام حیات مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل اعلیٰ ترین اخلاق کو پیش کرتا ہے جو انسانیت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔
بچپن میں دور رضاعت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رضاعی بھائی بہنوں کے حقوق کا احترام کیا۔ ایک نو عمر بچے کی حیثیت سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے ہودہ، اوٹ پٹانگ، عیش و عشرت اور بے فائدہ کام سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا گفتگو کا انداز دوسروں کے لیے تعلیم و تربیت سے کم نہ تھا جہاں سے لوگ اپنی زندگیوں میں تبدیلیاں لے کر جاتے تھے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن اور لڑکپن کی زندگی میں وہ اخلاق اور خصوصیات ابھر کر سامنے آگئی تھیں جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاشرے میں جداگانہ اور مختلف صفات کا مالک سمجھا جانے لگا۔ قرآن پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ [52]
ترجمہ: اور ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے تھے، برائی کے بدلے برائی نہیں کرتے تھے بلکہ معاف کر دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی خادم کو، عورت کو اور جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوالی کی کوئی درخواست نہیں ٹھکرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر آتے تو مسکراتے ہوئے آتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی پائی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے ساتھ نرمی واخلاق سے پیش آتے۔

۵۔ اخلاق حسنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "تم دنیا پر اپنے اخلاق کی وجہ سے غالب آؤ گے نہ کہ اپنے نماز روزہ کی وجہ سے۔" کیونکہ نماز روزہ سے تو آدمی اس وقت متاثر ہو گا جب کسی کے قریب آئے گا اور قریب لانے والی چیز اخلاق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر انقلاب بھی ہیں تاہم یہ انقلاب تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیارے اخلاق کے ذریعے لائے۔ مکہ کی سرزمین باوجود اپنی وسعت کے قریش مکہ نے ظلم وستم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنگ کی ہوئی تھی۔ اس وقت بھی لوگوں کی اکثریت ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر اسلام کے دائرے میں داخل ہو رہے تھے۔ ابوسفیان اور ان کی بیوی ہندہ، ابو جہل کا بیٹا عکرمہ اور مکہ کی دوسری بڑی بڑی شخصیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے پر مائل ہوئے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ خریدا اونٹ کا مالک ایک ناواقف آدمی تھا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی قیمت ادا کرنے کے بعد اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ تمہیں اونٹ زیادہ محبوب ہے یا سونا؟ اس نے جواب میں پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں قریش کا ایک فرد ہوں وہ شخص کہنے لگا جس طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حسن سلوک ہے میں نے کبھی قریش سے نہیں دیکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اخلاق حسنہ کی عظیم نمونہ تھی جس کی مثال پورے عالم میں نہیں مل سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک سو سے زیادہ اخلاق ہیں،

اگر وہ ان میں سے ایک بھی کسی کو عطا فرمائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے انہوں نے امت کو بھی اچھی اخلاق کی تعلیم دی، جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”تم میں سے وہی شخص مجھے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے دن وہی میری مجلس کے زیادہ قریب ہو گا جس کے اخلاق بہتر ہوں گے[53]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک انصاری نوجوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا کہ مؤمنین میں سے افضل کون ہے؟ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا” جو اخلاق میں اچھا ہو۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کیا چیز ہے جو بکثرت جنت میں لے جانے والی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تقویٰ اور حسن اخلاق۔“[54]

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کیا چیز ہے جو بکثرت جنت میں لے جانے والی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تقویٰ اور حسن اخلاق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اچھے اخلاق سے بڑھ کر ترازو میں کوئی چیز زیادہ وزنی نہیں۔“[55]

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔“[56]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ” کیا میں تمہیں تمہارے بہترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟“ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں، فرمایا کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔

عام طور پر دنیا کے دوسرے معلّمین اخلاق کے ساتھ یہ المیہ رہا ہے کہ وہ جن اخلاقی اصولوں کی تبلیغ کرتے ہیں اور جن ملکوتی صفات کو جذب کرنے پر زور دیتے ہیں خود ان کی اپنی زندگی میں ان تعلیمات کا اثر بہت کم ہوتا ہے، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ڈھونڈنے سے بھی کسی کو کہیں یہ نقص نظر نہیں آئے گا جو شخص سیرت و کردار پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی زیادہ گہرائی میں جائے گا وہ اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار کا مدح سرا نظر آئے گا[57]۔

۶۔ وقت کی بہترین تقسیم

تعلیمی عمل میں وقت کی درست تقسیم نہایت ضروری ہے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے وقت کی

اہمیت اور اس کی درست تقسیم کی طرف رہنمائی بھی ملتی ہے۔ حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو پہلے اجازت طلب فرمالیا کرتے۔ اپنے گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصّہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں وقف فرماتے، ایک حصّہ اپنی ذات اقدس اور لوگوں کے لیے اور ایک حصّہ اپنی ازواج مطہرات کے لیے وقف تھا۔

۷۔ نصیحت کا خوبصورت انداز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نصیحت فرماتے تو تمام لوگوں کو مخاطب فرماتے۔ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا مایوس نہ لوٹتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا، بلکہ درگزر فرماتے اور معاف فرمادیا کرتے۔ اپنے لیے نہ تو کبھی غصہ میں آئے اور نہ ہی زیادتی کے باوجود اپنی ذات کی خاطر بدلہ لیا۔ البتہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو توڑدیتا تو اس وقت غصہ کا اظہار فرماتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا، نہ کبھی کوئی غلط کام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں اعلیٰ درجے کے مالک تھے۔ سخاوت کی انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت اللہ کی مخلوق کے لیے عام تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک صبر، حیا، علم اور حکمت کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں دوسروں کے عیوب اور خامیوں کو بیان کرنے کی اجازت نہ تھی اور اگر کسی کا عیب ظاہر ہوجاتا تو اس کو چھپاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک سے گفتگو کرتے وقت سلام سے ابتداء فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر اس قدر حیا تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھتے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں، لعنت بھیجنے کے لیے نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا تاوقتیکہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ پر آمادہ نہ ہوگیا ہو۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے اگر ہوتے تو صرف اور صرف اپنے رب کی خاطر۔

خلاصہ بحث

اسلامی نقطہ نظر سے بنی نوع آدم نے اپنے سفر کا آغاز تاریکی اور جہالت سے نہیں، بلکہ علم، روشنی اور اخلاق و کردار سے کیا ہے۔ چنانچہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ تخلیق آدم کے بعد خالق کائنات نے انسان اول (حضرت آدمؑ) کو سب سے پہلے جس عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا، وہ علم اور تہذیب و تمدن تھا۔ ”علم“ ہی کی بدولت اللہ علیم

وخبیر اور عالم الغیب والشہادہ نے حضرت آدمؑ اور بنی نوع آدم کو جملہ مخلوق پر عزت و عظمت اور فضیلت بخشی۔ اسے لائق عزت و تکریم ٹھہرایا گیا اور اس کی تکمیل کے لیے خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ فلسفہ و نظام تعلیم دنیا میں انسان کی زندگی کا حقیقی مفہوم اور حقیقی مقصد بتاتا ہے۔ اس بامقصد اور ہدایتی تعلیم کو اسلام نے ہر مسلمان مرد و زن پر لازم قرار دیا ہے۔ اخلاق و کردار سازی اور تعلیم و تربیت کا حصول اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کار عبادت ہے۔ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے فلسفہ تعلیم کی رو سے "تعلیم" در حقیقت وہ ہے جو انسان کو ایک رخ دے، ایک سمت اور قبلہ دے، جو انسان کو مقصد تخلیق سے آگاہ کرے، مقصد حیات بتائے، انسان کو دنیا میں خلافت ارضی کے منصب جلیلہ کے فرائض اور تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بنائے۔ اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ تعلیم ذہن کے دریچے کو کھولتی اور انسانی شخصیت کی تعمیر کرتی ہے، اگر اس کا مقصد شخصیت اور کردار سازی نہ ہو محض مادہ پرستی ہو تو اس سے کردار سازی کی توقع عبث ہے، ہم بحیثیت مسلمان ایک ضابطے اور نظریے کے پابند ہیں، وہ نظریہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں، جن کی اہمیت تاریخ کے کسی دور میں کم نہیں ہوگی، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اسوہ نبوی ﷺ اور تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں تشکیل شدہ نظام تعلیم انسان کی شخصیت سازی اور کردار سازی میں اپنے اثرات مرتب کرے گا اور اس کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی بھی قوم اگر اپنی تعلیم میں اخلاقیات' اخلاقی اقدار، سیرت سازی اور تعمیر شخصیت کو بنیادی اہمیت نہیں دیتی تو وہ لازمی طور پر یہ زوال پذیر ہوگی۔ آج ہمیں اپنی ملت کا شیرازہ بکھرنے سے بچانا ہے تو لازم ہے کہ اپنے تعلیمی نظام کو تربیت سے مربوط کرتے ہوئے باقاعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں مرتب کریں کیونکہ تعلیم میں اخلاق و کردار سازی کی بدولت ہی مکاتیب درس و حکمت قائم ہوں گے۔

حوالہ جات:

[1] القرآن۔ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷

[2] قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ، ص ۱۴

[3] ایضاً

[4] مرزا سخی محمد، علم التعلیم، لاہور: علمی کتب خانہ، ۱۹۹۷ء، ص ۱۹

[5] ایس ایم شاہد، اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن، لاہور: مجید بک ڈپو، ص ۴۲

[6] القرآن۔ سورہ البقرہ آیت ۲۵۹

[7] الراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مصر، ۱۳۲۴ء، ص ۳۴۳

[8] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، کراچی: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی، ۱۹۸۲، ص ۴۲۱

[9] ایس ایم شاہد، اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن، ص ۴۷

[10] علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، القاموس المحیط والقابوس الوسیط فی اللغۃ، ج ۴، بیروت: دار الفکر، ص ۱۵۳

[11] لوئیس معلوف، المنجد، بیروت: مطبعہ کاتولیکیہ، طبعہ عاشراً، ۱۹۴۷ء، ص ۵۵

[12] ابن المنظور، لسان العرب، قم ایران: نشر الادب، ص ۴۱۶

[13] القرآن۔ سورہ الحجر آیت نمبر ۸۶

[14] ایضاً، سورہ الحشر آیت نمبر ۲۲

[15] یوسف القرضاوی، رسول اکرم ﷺ اور تعلیم، مترجم ارشاد الرحمان، نگارشات، ص ۱۱۔۱۲

[16] مرزا سخی محمد، علم التعلیم، ص ۶۹

[17] ظفر حسین خاں، اساس تعلیم، کراچی: طاہر سنز، ۱۹۸۳ء، ص ۵۸

[18] Atiya Al-Abrashi, Education in Islam, translated by Ismail Kashmiri, Egypt: The supreme council for Islamic Affairs, 1967.

[19] القرآن۔ سورہ البقرہ آیت ۲۰۱

[20] ایضاً

[21] القرآن۔ سورۃ القصص آیت ۷۷

[22] یوسف القرضاوی، تعلیم کی اہمیت (سنت کی روشنی میں)، مترجم ابو مسعود اظہر ندوی، نئی دہلی: مکتبہ اسلامی، ۱۹۹۸ء

[23] القرآن۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۶۴

[24] ایضاً، سورۃ العلق آیت ۱ تا ۵

[25] ایضاً، سورۃ البقرہ آیت ۳۱

[26] ایضاً، سورۃ الانبیاء آیت ۷۹

[27] ایضاً، سورہ المجادلہ آیت ۱۱

[28] ایضاً، سورہ القلم آیت ۱

[29] ایضاً، سورۃ لقمان آیت ۲۰

[30] ایضاً، سورۃ الزمر آیت ۹

31 ایضاً، سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۴

32 محمد بن یزید ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب :علماء کے فضائل و مناقب اور طلب علم کی ترغیب و تشویق، حدیث نمبر ۲۲۴

33 مسلم اور اصحاب سنن نے اسے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ حاکم نے کہا ہے: بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق یہ صحیح ہے۔ ترغیب حدیث نمبر ۱۰۵

34 احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، حمزہ الکنانی نے حسن کہا ہے۔ اس کے علاوہ محدثین نے اس کی سند میں اضطراب پر اسے ضعیف کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ان کا ذکر کیا ہے۔

35 ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، بیروت: داراحیاء، التراث العربی، ۱۳۹۵ھ، حدیث نمبر ۲۱۹

36 ابو داؤد سلیمان بن اشعث، صحیح سنن ابو داؤد البانی، ج ۲، حدیث ۹۶، ص ۶۹۴

37 ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے حدیث حسن صحیح ہے۔

38 اسے طبرانی اور بزار نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔؛ ترغیب ۱۰۳ مجمع الزوائد ج ۱/ ۱۲۰ میں کہا ہے کہ اس کی سند میں عبداللہ بن عبد القدوس ہے لیکن امام بخاری اور ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے اور ابن معین نے اسے ضعیف کہا ہے۔

39 ابن ماجہ، مقدمہ، ۱/ ۸۱، ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، ۵/ ۴۸

40 اسے ترمذی نے کتاب العلم حدیث ۲۶۴۹ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

41 ابو داود، السنن، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، حدیث ۳۴۶۱

42 شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، کراچی، ۱۳۶۸ھ، ص ۳۴

43 ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، السنن الکبریٰ، ج ۹، بیروت: دارالفکر، ص ۲۴۰

44 ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ، ج ۴، بیروت: دارالفکر، ص ۳۱۴

45 ترمذی کتاب الاحکام، باب الوقف، ۳/ ۶۶۰، ابو داؤد، کتاب والوصایا، باب ماجاء فی الصدقہ، ۳/ ۳۰۰

46 رواہ ابو داود والترمذی وصححہ ابن حبان فی صحیحہ ولفظہ رحم اللہ امرا

47 رب نواز، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، لاہور: ادارہ تعلیمی تحقیق، ص ۹

48 محمد ہارون معاویہ، اسلامی اخلاق کے رہنما اصول، ۲۰۰۷ء، ص ۹۹

49 القرآن۔ سورہ الاحزاب آیت ۲۱

50 ایضاً، سورہ الانبیاء آیت ۲۱

51 ایضاً، سورہ القلم آیت ۴

52 ایضاً، سورہ الانشراح آیت ۴

53 ریاض الصالحین، کتاب الاخلاص، حدیث ۶۳۱

54 کتاب الجامع، حدیث

55 أبي داوٗد حدیث نمبر ۴۴۹۹؛ السلسلة الصحيحة 2/535 ؛ صحيح الجامع (الألباني) حدیث نمبر ۵۷۲۱

56 محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: صفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر ۳۵۵۹

57 شیر محمد امینی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق و کردار، ماہنامہ دار العلوم، ۹۲(۵)، مئی ۲۰۰۸ء